بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸۸

سلسلہ جدید جلد ۲ نمبر ۲۲ — سلسلہ قدیم جلد ۵ نمبر ۲۲

۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء

جمعرات

اڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

چہ گویم باتو گر آئی چہا قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی | ای جہان منتظر خوش باش کآمد گلستان | آں مسیح وعدہ آخر مہدی آخر زمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایک اور عظیم الشان نشان

مولود مسعود

نصیر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

اجعلہ ربّ رضیاً

سب حمد اُس خدائے قادر کے لئے ہے جو علام الغیوب ہے، اور اپنے رسولوں کو غیب کی خبریں عطا فرماتا ہے۔ اس وقت اس نے اپنا مسیح دنیا میں بھیجا ہے تاکہ زبردست نشانات کے ساتھ اس کی قوی ہستی کو ثابت کیا جائے اور جب سے سلسلہ احمدیہ قائم ہوا ہے۔ نشانات پر نشانات دکھلائے جا رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ چند ماہ سے یعنی جب سے یہ الہام ہوا ہے۔ کہ میں پچاس یا ساٹھ نشان دکھلاؤں گا۔ نشانات الٰہی کی بارش بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ الحمد للہ کہ ان مبارک نشانات میں سے جو ایک آج دیکھنے میں آیا۔ وہ ایک بڑی خوشی کا موقعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آج ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو قریب ۷ بجے شام کے صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کے گھر میں پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ یہ پیشگوئی سب سے اول جس زمانہ میں کی گئی تھی۔ اس کو قریب تین سال کے گذر چکے ہیں اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ تری نسلاً بعیداً۔ پھر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو الہام الٰہی نازل ہوا۔

إنّا نبشرك بغلام ۔ نافلة لك۔ نافلة من عندي۔

ہم تجھے ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں وہ تیرے لئے نافلہ ہے وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ پھر ۵ اپریل ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں یہ وحی الٰہی شائع ہوئی تھی۔ کہ انا نبشرك بغلام ۔ نافلة لك ۔ اور اسی اخبار میں حضرت اقدس کی زبانی اس کی تعبیر صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی شائع کی گئی تھی اس آیت اللہ کے پورا ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ میں گرتے ہوئے شکر کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اُمّ المؤمنین اور حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین اور جمیع احباب احمدیہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے فضل و کرم سے تقدس اور نیکی کے ساتھ دراز عمر عطا فرما دے اور جیسا کہ ظاہر میں وہ ایک نبی کی اولاد ہے ایسا ہی باطنی ورثہ انبیاء کا بھی اُسے نصیب ہو۔ آمین۔ "بدر" ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء

نوٹ۔ اس خوشی کی تقریب پر ایک پرچہ اخبار بدر ایک سال کیواسطے کسی غریب کے نام منتر کی طرف سے جاری ہوگا۔ درخواستیں منیجر کے نام آئیں۔

کاتب محمد حسین عفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

نوٹ ۔ پریس کی غلطی سے یہ صفحہ یہاں بجائے ... پر لگ گیا ... صفحہ ... کی جگہ پر ملاحظہ ہوں ۔ مینجر

لاجواب مفرح یاقوتی

قیمت فی ڈبیہ (۵ تولہ) للعہ ۳ ڈبیہ لعہ۱۱ درجن للعہ

ضعف کی دشمن اور
ضعیف کی دوست
لاجواب مفرح یاقوتی

یہ مفرح قریباً چالیس مقوی اور مفرح ادویہ اور بیش قیمت اجزا یاقوت زمرد مروارید فیروزہ مرجان کہربا اور مشک عنبر زعفران جدوار ریگماہی فادزہر وغیرہ سے مرکب ہو کر بڑی محنت سے تیار ہوتی ہے ۔ ہر قسم کے ضعف ناطاقتی اور سخت کمزوری کے دفعیہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے روح کی ایک لطیف غذا ہے مفرح مقوی قوے اور اعضائے رئیسہ دل ۔ دماغ ۔ جگر اور احشا کی تقویت کرتی ہے اور حرارتِ غریزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہے ۔ دل کو خاطر خواہ نشاط اور تفریح پہنچاتی ہے ۔ غم و حزن بھولے سے بھی پاس نہیں آنے پاتے ۔ طبیعت بشاش رہتی اور خیالات خوش پیدا ہوتے ہیں ۔ عقل ہوش حواس تیز و روشن ہو جاتے ہیں ۔ کسل سستی غفلت نسیان تکان افسردگی اور ملال کو دور کرتی ہے عصبی شریانی اور عضلاتی نظام کو بے حد طاقت اور تحریک دیتی ہے دماغی کام کرنے والوں کو بہت بڑی مدد اس سے مل سکتی ہے ضعف دماغ کی جتنی بیماریاں ہیں اُن کے لئے یہ خاص علاج ہے نوجوانی کی غفلتوں کے نتیجے فرومایہ عادات اور چھپی مایوس کر دینے والی کمزوری وہم جنون اور منشیات کی بدعادت اس کے استعمال سے دور ہوتی ہے جوانی کی گئی ہوئی قوت پھر آجاتی ہے خزاں میں بہار اور بہار میں ہمیشہ کا لطف دکھاتی ہے خستہ جانوں اور غمزدوں کو سہارا دیتی ہے قوت روحانی اور جسمانی کو زائل ہونے نہیں دیتی لطیف اور لذیذ اس قسم کی ہے کہ ایک دفعہ منہ سے لگ جائے پھر اس کے چھوڑنے کو طبیعت نہیں چاہتی

تمام قسم کی مقویات اور مفرحات ہیں خواہ وہ کسی نام سے نامزد اور کسی وصف سے موصوف ظاہر کی جائیں مفرح یاقوتی فوائد اور خاصیت میں ان سب سے اعلےٰ اور برتر ہے جس کی تصدیق بڑے بڑے نامی حکیموں اور لائق ڈاکٹروں اور معزز حکاموں اور عام پبلک نے بڑے زور سے کی ہے مفرح یاقوتی منگوانے والے کو ترکیب استعمال کی ہدایت مفصل فوائد اور مفصل طبی شہادتوں کی کتاب بھی بھیجی جاتی ہے +

کارخانہ مرہم عیسےٰ لاہور کی دوسری مشہور آفاق ادویہ میں سے چند یہ ہیں :۔ حبوب جواہر عنبری ۔ جیون بوٹی ۔ کحل الجواہر مرہم عیسےٰ حب مسکین نواز ۔ ...

جنتری ۱۹۰۶ء مفت | **حکیم محمد حسین مالک کارخانہ مرہم عیسےٰ لاہور ۔ نولکھا** | آئینۂ صحت نما مفت

مفرح یاقوتی سردیوں میں اور مفرح جواہر گرمیوں میں استعمال کرنی چاہیئے مگر وہ لوگ جو ہمیشہ سے مفرح یاقوتی کے کھانے کے عادی یا بلغمی مزاج یا بوڑھے یا جوبہ

آریوں کی اصلیت

آرین قوم اور ان کی زبان کے متعلق آخری رائے

موسیو ذکلکن نے جو کو لمبیا یونی ورسٹی واقع شہر نیویارک میں علم الاجتماع کے پروفیسر ہیں۔ آریوں کے متعلق ایک لیکچر دیا ہے۔ ہم اس کا اقتباس المقتبس سے کرتے ہیں۔

آرین قوموں کو یہ مناسب نہیں کہ غیر قوموں پر فخر کریں اور اپنے اصل و نسل پر یہ سمجھکر نازاں رہیں کہ دوسروں سے ہم ممتاز ہیں۔ اس لئے کہ تحقیق سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اقوام آریہ کی اصلیت کا مرجع جنس واحد ہو۔ جن آریوں کو اقوام آریہ کی صف میں ہم شمار کرتے ہیں ان میں مابہ الاشتراک قومیت نہیں ہے بلکہ بعض عقلی امور میں اور انکی زبانوں کا مرجع اصل واحد ہے۔ یہ ہرگز صحیح نہیں کہ آریہ ایک قوم ہے۔ نہیں۔ یہ ایک قسم کی تہذیب (کلچر) کا نام ہے جس کو آرین شاخوں میں ایک نے دوسرے سے اقتباس کیا۔

آریوں کے جائے نشوونما میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کو ہندوستان کو بتلاتے ہیں اس لئے کہ آرین زبانوں کا مرجع سنسکرت سمجھتے ہیں جو قدیم ہندوؤں کی زبان تھی اور بعضے لیتھوانیا (روس کا جنوبی مغربی حصہ) کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ قدیم ترین آرین زبانیں سنسکرت سے کہیں زیادہ لیتھوانیا کی زبان سے ملتی جلتی ہیں۔ غیر معمولی تحقیقات کرنے اور دلائل کی تنقید کے بعد علماء کی رائے قرار پائی کہ ساحل دریائے ڈنیوب کی نشیبی زمین آرین تہذیب کا مقام نشوونما ہے۔ اس کی شاخیں چاروں طرف یہیں سے پھیلی ہیں۔ جنوبی سمت یونان اور اس کے بعد ایشیائے کوچک تک۔ مغرب میں اٹلی و اسپین وگالیا تک۔ شمال میں جنوبی روس و شمالی کوہ قاف تک آرین شاخیں پہنچ گئیں اور پھر وہاں سے بحر خذر (کاسپین سی) کی شاخ عبور کر کے ایران کے بالائی حصہ سے ہوتی ہوئی ہندوستان میں پہنچیں۔ ہندوؤں کے علوم و آداب کی جس نے تحقیقات کی ہے وہ دکھا سکتا ہے کہ ہندوؤں کی اکثر باتیں ایرانیوں سے ماخوذ ہیں۔ اقوام آریہ کے متعلق یہ آخری رائے ہے۔ اس کے مقدمات و دلائل بہت طویل ہیں۔ جس کے تذکرہ کا یہاں موقع نہیں ہے۔ آریوں کے نشوونما اور دنیا میں ان کے پھیلنے کے متعلق یہ بہترین رائے ہے۔ واللہ اعلم (البیان)

آثار علم و ادب

قرآن کی ایک نئی کرامت

جب بفدر علم بڑھتا ہے۔ علمی مباحث کو ترقی ہوتی ہے اور معلومات وسیع ہوتے ہیں۔ علماء پر کھلتا جاتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم فلاح دینی و دنیوی کے لئے بہترین تعلیم ہے۔ قرآن نے دیکھا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود بہت کم دودھ پلاتی ہیں۔ لہذا انہیں ترغیب کے ساتھ ہدایت کی کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں۔ لیکن اکثر عورتوں نے یہ ہدایت قبول نہیں کی اور بچوں کو بخیال نخوت و خودداری اور لطف صحبت کی خواہش کے دودھ پلانے والیوں پر چھوڑ رکھا تاکہ دودھ کے لئے لڑکوں کے رونے سے رات ان کی آسائش میں خلل نہ واقع ہو۔ علمائے عمران اور طبیبوں نے اس مسئلہ کی تحقیقات کرنا شروع کی ہے (ملاحظہ ہو الہلال نمبر ۸) بڑی کاوش کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں تربیت پاتے ہیں اور ان کے دودھ سے پلتے ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ صحیح البدن و قوی الجسم ہوتے ہیں۔ جرمنی کے ڈاکٹروں نے اپنے ملک میں اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے نہیں پلتے ہیں ان کی موتیں بہ نسبت ان لڑکوں کے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے پلتے ہیں۔ بیس گنا زیادہ ہوتے ہیں، ناروے میں اس کے متعلق جو شمار ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خاندانوں میں کہ لڑکے اپنی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں مدافعہ و مقابلہ امراض کی ان میں زیادہ قوت ہوتی ہے۔ یہ قرآن حکیم کی ایک نئی حکمت و کرامت ہے جس قدر اس کے مباحث میں تدقیق سے نظر کی جائے اس کی ہر شاخ و برگ کی لطافت بڑھتی جائیگی مشرقی اقوام میں جن میں دستور ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اس فلسفی تعلیم کا بخوبی اثر ظاہر ہوا اس لئے کہ سال کامل تمام ہونے کے قبل جس قدر بچوں کی موتیں ہوتی ہیں ان کی اوسط فی ہزار ایک سو ہے۔ حال آں کہ انگلستان میں فی ہزار ۱۴۵ جرمنی میں فی ہزار ڈھائی سو بچے مرتے ہیں (البیان)

ثناء اللہ امرتسری کی تہذیب کا مقابلہ

ہمارے پاس ایک معزز دوست کی ایک مراسلت پہنچی ہے جس میں امرتسری اہل حدیث کی سرگروہی کا دعوی کیا گیا ہے اور اس کے غیر مہذب اور گندے الفاظ کا مقابلہ کس قدر سختی کے ساتھ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ آئندہ وہ ایسی بدتہذیبی سے باز آجائے۔ میرے خیال میں ہمارے مکرم دوست کی یہ کوشش بے فائدہ ہے کہ امرتسری کا تہذیب جوش بجائے کم ہونے کے اور بھی زیادہ بڑھ جائے گا اور ہم یا ہماری جماعت کا کوئی آدمی بھی ہرگز یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ گالیاں دینے کے کام میں ان لوگوں کے برابر ہو سکے۔ اس واسطے میں مناسب نہیں جانتا کہ ایسی تحریروں کے واسطے بدر کے کالموں کو کھول دوں۔ بھلا میں اپنے دوست سے سوال کرتا ہوں کہ تم ہزار سختی کرتا ہو۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اس تقوے پر عمل شروع کر دیتے ہیں جس کے رو سے چوری، زنا، جھوٹھ سب جائز ہو جاتا ہے۔ وہاں تم کیا کرو گے کیونکہ تم تو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ان سب باتوں سے توبہ کر چکے ہو۔ اور تقوے کی تمام باریک راہوں پر عمل درآمد کرنے کا اقرار کر چکے ہو۔ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کا حکم ہے۔ کہ گالی کے مقابلہ میں گالی مت دو۔ خداتعالی ایسے لوگوں سے خود بخود سمجھ لیگا۔ سردست ان کو بھی ایک خدمت میں لگایا گیا ہے جو مخالفت میں شور مچا کر تبلیغ کا کام ہے۔ پس ان کو اپنا کام کرنے دو۔ اور ان کی بدزبانیوں سے مت گھبراؤ۔ کہ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ لوگ ایسے بداخلاق نہ ہوتے تو بالمقابل ایک نیک اخلاق والی جماعت کے قائم کرنے کی خدائے حکیم و علیم کو کیا ضرورت پڑتی۔ ان لوگوں کی آزار دہی کو خدا پر چھوڑ دو۔ وہ غیور خدا ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

حسبنا اللہ نعم المولی و نعم الوکیل

زلزلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں شام کے ۸ بجے ایک چھوٹا سا جھٹکا زلزلہ کا محسوس ہوا مگر جو زلزلہ کے دو تین جھٹکے آج قریباً ۸ بجے دن کے محسوس ہوئے نہایت خوفناک معلوم ہوئے اور پہلا جھٹکا تو ایسا تھا جیسا کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا تھا۔ الحمد للہ۔ کہ خیر گذری۔ والسلام

نیازمند۔ مولابخش

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۸۔ مئی ۱۹۰۶ء کو وقت ۵ بجے شام کے اول زمین سے ایک آواز سخت ہیبت ناک توپ کی طرح آئی۔ اور پھر زلزلہ ہوا۔ جو ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کے زلزلے سے زیادہ معلوم ہوا۔ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان کہ اخیر مئی تک خطرناک دن ہیں۔

خاکسار

مرزا رحیم بیگ احمدی از دہرم سال

بدرِ منور
۷ ـ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء

درس قرآن شریف

سورۃ فتح رکوع ۴

پارہ ۲۶ ـ رکوع ۱۲

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

تحقیق سچ کر دکھلایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور اس کی خواب کو حق کے ساتھ۔ ضرور تم مسجد حرام میں داخل ہو گے انشاء اللہ امن سے۔ سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے۔ تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ پس جانا اللہ نے جو کچھ کہ نہ جانا تم نے پس اس سے پہلے ایک قریب کی فتح کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا اور جس کی بناء پر آپ نے حج کا ارادہ کیا تھا۔ وہ خواب سچا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے سچا ثابت کر کے دکھایا۔ سچے خوابوں کا نمونہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں بہت قائم کیا ہے تاکہ صداقت نبوت کا نمونہ مخلوق میں پایا جائے اور رؤیا کم و بیش سب کو ہوتے ہیں تاکہ انبیاء کا انکار نہ ہو لیکن اس معاملہ میں عام خواب بینوں اور انبیاء کی مثال اس طرح سے ہے جیسا کہ ایک شخص کے پاس صرف ایک روپیہ ہے اور دوسرے کے پاس کروڑہا روپیہ ہیں۔ ہر ایک شخص کم و بیش کوئی نہ کوئی نسخہ کسی بیماری کا جانتا ہے مگر وہ اسے طبیب نہیں کہلا سکتا۔ کئی بدبخت لوگوں کو اس سے ٹھوکر لگتی ہے۔ خدا ہم کو بچائے۔

انشاء اللہ ۔ یہ مثل ایک شاہی محاورہ کے ہے سلاطین کے فرامین میں اس قسم کے محاورات استعمال ہوتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔

ترجمہ۔ وہ خدا جس نے اپنا رسول بھیجا تاکہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا

تمام ادیان دنیا پر اسلام غالب آیا۔ دنیا میں دین کے بڑے مرکز دو تھے۔ ایک ایران اور دوسرا شام۔ ایرانی لوگ بھی ایران [illegible] ہند کو آتے اور ہند سے بدھ مذہب چین کو گیا [illegible]

یورپ اور افریقہ کا مذہب شام کے ماتحت تھا۔ ہر دو مرکزوں کو اسلام نے فتح کیا اور سب پر غالب آیا اور پھر اس آخری زمانہ میں اسلام کی فتح تمام ادیان پر ہو رہی ہے جبکہ ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کی تائید میں خوارق اور کرامات دکھلائے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا مذہب بھی دنیا میں زندہ ہے تو وہ مقابلہ پر آوے اور اپنی زندگی کا ثبوت دکھلائے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔

محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں یعنی اس کے اصحاب وہ کفار پر شدید ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ رکوع کرتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدات کے اثر سے۔ یہ ان کی مثال ہے۔ توریت میں اور انجیل میں ان کی ایسی مثال ہے جیسے ایک کھیتی ہے جو نکالتی ہے اپنی سوئی پھر قوی کرے اُس کو پس موٹی ہو جاوے پس کھڑی ہو جائے اپنی جڑ پر۔ خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والوں کو تاکہ غیظ میں لاوے بہ سبب اُن مسلمانوں کے کفار کو۔ یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔

محمد رسول اللہ ۔ محمد ہی اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور محمد ہی ہو سکتا ہے دوسرا نہیں ہو سکتا۔ محمد کے معنے ہیں وہ شخص جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہوں۔ ایسا ہی آدمی اللہ تعالیٰ کا رسول ہو سکتا ہے۔

مَعَهٗ ۔ جتنے آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ اس میں اصحاب کی تعریف ہے اور روافض کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ سوائے ایک دو شخصوں کے باقی سب آپ کے ساتھ کافر اور منافق ہی جمع تھے۔

اشداء ۔ شدید وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر دوسرے کا اثر نہ ہو۔ مسلمان اپنے اسلام میں ایسے پختہ تھے کہ کفار کا اُن پر کوئی اثر پڑ نہیں سکتا تھا

اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ ان کے چہروں پر ایک نور نظر آتا تھا۔

مثلھم فی التورات ۔ توریت میں صحابہ کا ذکر ہے اور ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دس ہزار قدوسی ہیں۔

فی الانجیل ۔ متی میں خدا کی سلطنت کو رائی کے دانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

لیغیظ ۔ مخالف کو نبی کی ترقی پر غضب آیا کرتا ہے جیسا کہ آجکل آرہا ہے۔

نماز جنازہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب مفتی صاحب جی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التماس ہے کہ میری والدہ ۲۰ ۔ مئی ۱۹۰۶ء کو فوت ہو گئی ہے احباب سے نماز جنازہ کی درخواست ہے اور نیز اخبار بدر میں میری اس درخواست کو کسی کونہ میں جگہ دیویں۔ خداوند کریم آپ کو جزائے نیک دیوے ۔ آمین ۔ والسلام

عبد العظیم پٹواری خریدار بدر نمبر ۶۰۲ بمقام سلانکے ضلع سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود نے مرحومہ کا جنازہ ۲۵ ۔ مئی ۱۹۰۶ء کو بعد نماز جمعہ پڑھا۔

۷۸۶

ڈیر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر سلامت باشند۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل مضمون درج اخبار فرما کر خاکسار کو مشکور فرماویں والسلام

آپ کا تابعدار خاکسار محمد حسین از میاں میر

"یسوع مسیح اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا؟"

آج بتاریخ ۱۰ ۔ مئی ۱۹۰۶ء اتفاق سے جناب جیمس مسیح صاحب واعظ اے۔ پی مشن کے مکان پر میرا جانا ہوا اور واپسی کے وقت مسٹر جیمس مسیح صاحب نے چند ایک ٹریکٹ مجھ کو از راہ شفقت عنایت کئے جس کی سرخی یہ تھی۔ "کہ تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو؟" اور پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی طرف سے چھپے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ ٹریکٹ صرف دو دو ورق تھے۔ میں نے اس میں سے ایک کو پڑھا۔ اور خوب غور سے پڑھا اور پھر اس لحاظ سے کہ چونکہ یہ ٹریکٹ اپنے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ سوال ہر ایک پڑھنے والے سے ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ جس غرض کے لئے جناب مسٹر جیمس مسیح نے خاکسار کو عنایت کئے ہیں اس کو پورا کر کے اس سوال کے جواب سے سبکدوش ہوں اور یہ مناسب سمجھا کہ بجائے اس

کے کہ اس سوال کو (جو راقم مضمون سرٹیفکیٹ کے نزدیک بڑا اہم اور مشکل سوال ہے. جیسا کہ وہ اپنی تحریر میں بیان کرتا ہے) ہم اپنے طور پر حل کریں. یسوع مسیح کے الفاظ میں حل کر دیا جاوے تو نہایت اعلےٰ و انسب ہوگا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے اپنے اس مضمون کی یہ سرخی رکھی ہے۔ کہ "یسوع مسیح اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا" کیونکہ جب مسیح ایک بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ وہ اپنے آپ کو ایسا ویسا خیال کرے تو اس کی نسبت بے جا باتیں بنا کر اور اس پر حاشیہ چڑھا کر کچھ کا کچھ بنانا گویا مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہونا ہے۔

راقم مضمون ٹریکٹ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ بڑا اور اہم اور ضروری سوال ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ بائبل کے پڑھنے سے اور مسیح کی لائف اور سیرت پر نظر ڈالنے سے یہ سوال ایسا ہلکا ہو جاتا ہے کہ نہ تو یہ اس لائق رہتا ہے کہ اس کو اہم اور ضروری سوال کہا جاوے اور نہ بڑا مشکل کیونکہ موجودہ عیسائیوں کے عقائد کے بموجب یسوع مسیح رومی سلطنت میں ہیرودیس کے زمانہ میں بیت اللحم یہودیہ میں ایک عورت کے پیٹ سے نکلا۔ اور معمولی طور پر جو کچھ بچوں کو دانت نکلنے وغیرہ اور ہر طرح کے امراض چیچک وغیرہ کی صعوبتیں بھگتنی پڑتی ہیں بھگت کر اس حالت کو پہنچا جو جوانی کہلاتی ہے مگر نوجوانی کے عالم کا اس کا حال اس وقت تک کا جس کو تیس برس کی عمر کہتے ہیں معلوم نہیں کہ خبر نہیں کس کس طرح کی سختیوں اور نفسانی جذبات کے حملوں سے کٹا بہرکیف قریباً تیس برس کا جب ہوا۔ تو بموجب عقائد موجودہ عیسائیوں کے اس کے دل میں کچھ ایسی سمائی کہ اس نے خدا اور خدا کے بیٹے ہونے کا دعوے کر دیا یہ دعوے اس قسم کا تھا کہ ہر ایک اہل بصیرت تعجب کی نظر اس پر کر سکتا تھا کیونکہ وہ ان کے سامنے کل کے دن پیدا ہوا تھا اور یہی وجہ تھی کہ بعض اس کے رشتہ دار اس کو بے خود خیال کرتے تھے کیونکہ یہ کلمات اس قسم کے تھے کہ ان کو بے خودوں کی طرف منسوب کرنا ہے زیبا ہے اس پر چند ایک آوارہ مزاج انسان ایمان بھی لائے تھے جو کہ صرف بعض دنیاوی طمع کے باعث ایمان لاتا تھا۔ جس کا آخر نتیجہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کیونکہ جب یہودیوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک یہودی کے زیر سایہ رہ کر ایک یہودی عورت کے خون سے پرورش یافتہ نے خدائی کا دعوی کر دیا ہے۔ تو ان کو سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ ان کے ہاں لکھا تھا کہ خداوند خدا پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہے اور کہ انسانی روپ دھارنا اس کی شان الوہیت کے خلاف ہے۔ اور کہ خداوند خدا نے کبھی ایسا لایعنی فعل نہیں کیا کہ خود بخود روپ دھار کر ایک عورت کے پیٹ میں نو ماہ رہکر حیض کھا کر چلاتا پیٹتا ہوا نکلا ہو اور بچپن کی تمام صعوبتوں کی برداشت کیا ہو وغیرہ۔ غرض چونکہ یہ دعوے ان کے عقائد کے بموجب اور نص صریح کتاب مقدس کے خلاف اور خدا کے قانون مستمرہ کے خلاف تھا۔ اس لئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ ایسے مدعی کا امتحان لیں تاکہ معلوم ہو کہ خداوند خدا میں تو ایسی طاقتیں اور قوتیں ہیں کہ اس پر کوئی خالق نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی بات اور کام کو کوئی رد نہیں کر سکتا یہ مدعی الوہیت کیا کرتا ہے۔ الغرض اسی قسم کے خیالات کے سبب وہ پکڑا گیا جن کے ساتھ ایک شاخ یہ بھی کھڑی ہوگئی تھی کہ یسوع بادشاہ وقت سے لوگوں کو برگشتہ کر کے خود بادشاہ بننے کا مدعی ہے۔ چنانچہ جب یہ مقدمہ پیلاطوس کی عدالت سے فیصلہ ہو کر ...... یسوع کو صلیب دینے کے لئے یہودی لے گئے۔ اور اس کو صلیب پر لٹکا تو اس کے پکڑنے کے وقت تمام وہ لوگ بھاگ گئے۔ جو اس پر ایمان لائے تھے۔ اور ایک نے تیس (۳۰) روپیہ لے کر گرفتار کرایا اور ایک نے سامنے کھڑے ہو کر انکار کیا اور لعنت کی وغیرہ۔ یہودیوں نے یسوع سے صلیب دیتے وقت کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اتر آ۔ مگر وہ صلیب سے نہ اتر سکا۔ اور آخر بڑی سختی کے ساتھ بقول عیسائی صاحبان ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا کہتا یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ دنیا سے رخصت ہو کر ثابت کر دیا کہ خدا بننے کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر جب جان پر بن آئی۔ تو اس وقت خدا اور خدا کا بیٹا بننا بھول گیا اور اس وقت ازلی اور ابدی خدا یاد آگیا اور اس طرح اس نے ثابت کر دیا کہ دراصل وہ عاجز مسکین خدا کا بندہ تھا۔ خدا یا خدا کا بیٹا وغیرہ نہ تھا۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم اس کے قول و فعل سے ثابت کر کے دکھائیں گے

خیر! یہ تو عیسائیوں کی خوش فہمی ہے۔ جو انہوں نے از خود یسوع مسیح پر احسان کر کے اس کو بغیر اس کے دعاوی کے ایک طرف تو خدا اور خدا کا بچہ بنا کر اس کو عجیب و غریب انسان بنانے کی بزعم خود کوشش کی اور دوسری طرف اس کو ملعون اور لعنتی بنا کر ابدی سزا کا وارث اور اس کو خدا کا دشمن اور خدا کو اس کا دشمن و بیری ٹھہرایا۔ جیسا کہ لفظ لعنت کے مفہوم سے ظاہر ہے

مگر اناجیل کے ملاحظہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع مسیح نہ تو اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور نہ اپنے آپ کو عجیب و غریب انسان۔ جیسا کہ ہمارے خوش فہم ٹریکٹ کے راقم صاحب نے ثابت کرنے کی لاحاصل کوشش کر کے یسوع کو مرتبہ انسانیت سے گرانے کی طرف توجہ کر کے مدعی سست و گواہ چست والے مقولہ پر عمل درآمد کیا ہے کیونکہ اناجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہونا اور عجیب و غریب انسان بننا تو الگ رہا۔ یسوع تو اپنے آپ کو نیک انسان ہونے کے لائق بھی نہیں سمجھتا تھا جیسا کہ ذیل کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب اس کے پاس ایک نے آ کر کہا کہ اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ اس نے (یسوع نے) اسے کہا۔ تو

"کیوں مجھ کو نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا"

اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا یعنی یہی کہ خدا اور خدا کا بیٹا ہونا تو الگ چیز اور بات ہے۔ وہ ایسا شخص بھی نہیں کہ اپنے آپ کو اپنے قول کے مطابق خیال کر سکے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ہر شخص اپنے دل اور اندرونی کا حال خوب جانتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ خیال اس کا اس کے نزدیک صحیح اور درست ہوگا جب یہ حال ہے تو ہم کیسے یہ بات کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ یسوع دراصل خدا اور خدا کا بیٹا اور عجیب و غریب انسان تھا اگر ہم ایسا خیال کریں۔ تو کیا مدعی سست اور گواہ چست والی مثال نہیں ہوتی؟

پھر آگے ملاحظہ فرمایئے کہ یسوع اپنے آپ بے گناہ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ جیسا کہ عیسائی نادانی سے خواہ مخواہ اس کو بے گناہ بنانے کے لئے خدا تعالےٰ کے تمام انبیاء کو گنہگار ثابت کرنے کی بے جا محنت کر کے وقت کو ضائع اور کلیسیا کا روپیہ تباہ کرتے ہیں کیونکہ یسوع نے جب تک یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا بپتسمہ لے کر گناہوں کا اقرار نہیں کر لیا وہ اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ وہ راست باز اور راستی کا شعار ہو سکے چنانچہ جب وہ یوحنا کے پاس گناہوں کا اقرار کرنے اور بپتسمہ لینے کے لئے گیا تو اس نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ دراصل یسوع ایسی حیثیت نہیں رکھتا کہ کہ بغیر یوحنا کے آگے گناہوں کا اقرار کرنے کے وہ راستباز ہو سکے جیسا کہ انجیل متی باب ۳ آیت ۱۶ - ۱۷ سے ثابت ہوتا ہے اور اس کی ایک بڑی دلیل باور کرنے کی یہ ہے کہ کیوں اپنے آپ کو نیک اور مقدس نہیں خیال کرتا تھا۔ اس وجہ سے کہ اس کو شراب پینے کی عادت تھی اور بالمقابل اس کے یوحنا جس کے آگے یسوع نے گناہوں کا اقرار کر کے بپتسمہ پایا وہ نہ روٹی کھاتا تھا اور نہ مے پیتا تھا جیسا کہ لوقا باب ۷ آیت ۳۳، ۳۴ سے ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ یسوع کو بعض ایسی عورتوں سے خلا ملا رکھنے کی عادت ...... تھی جن کے چال چلن پر لوگوں کو جائز نکتہ چینی کرنے کا حق حاصل تھا جیسا کہ متی باب ۱۱ آیت ۱۹ سے ثابت ہے۔ (باقی دیکھو صفحہ ۷ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ ناروال اور ایک مولوی دہلوی

مورخہ ۲ - مئی ۱۹۰۶ء کے دن ایک مولوی مسمی عبد الحمید جو اپنے تئیں دہلوی ظاہر کرتے تھے ناروال میں آئے اور ہمارے مخالفین میں ایک شور برپا کر دیا۔ کہ میں محض مرزائیوں ہی سے بحث کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ کی بہت سی لاف و گزاف پر یقین کر کے ہمارے مخالفین نے ہماری جانب ایک رقعہ لکھا کہ آؤ جس طرح سے تشفی کرنی چاہو کر لو۔ اور ہم نے رقعہ کا جواب یوں تحریر کیا کہ بحث کے لئے ہم بالکل طیار ہیں۔ مگر بحث اول مسیح کی حیات و وفات پر ہونی چاہیئے۔ اور ہر دو فریق کو دو دو گھنٹے تقریر کرنے کا مجاز ہونا چاہیئے۔ اور سامعین چُپ چاپ ہو کر بغیر کسی شور و شر کے سنیں گے۔ اس پر مولوی صاحب نے ہمارے رقعہ کا جواب یوں تحریر فرمایا کہ ہم اوّل حضرت مسیح کی حیات و وفات میں بحث ہرگز نہیں کریں گے۔ بلکہ مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت پر گفتگو شروع کی جاوے گی۔ اور بعد ازاں حضرت مسیح کی حیات و وفات پر بحث ہوگی۔ اس پر مولوی صاحب کو ہر چند سمجھایا گیا۔ کہ جب تک پہلے آپ کا مسیح کی حیات جسمانی افلاکی کی بابت انتظار نہ چھوٹے۔ اور اس سے قطع تعلقی نہو۔ تب تک مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت پر بحث کرنا ہی عبث ہے اور تضیع اوقات کا موجب ہے لیکن مولوی صاحب اپنی ہی ضد پر مضبوط ہوتے چلے گئے حتے کہ شہر کے لوگوں نے بھی آپکو سمجھایا۔ کہ سب سے مقدم مسیح کی حیات و وفات پر ہی بحث ہونی چاہیئے۔ اور بعد ازاں مرزا صاحب کے دعوے پر۔ مگر مولوی صاحب مسیح کی حیات جسمانی کو ثابت کرنے سے ایسے ہراساں ہوتے تھے۔ جیسا کوئی موت کے سامنے سے فرار کرتا ہے۔

القصہ مورخہ ۳ ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے روز ہم نے ایک اشتہار لکھکر جابجا بازاروں میں چسپاں کر دیا۔ کہ جو کوئی ہمارے مخالفوں میں سے مولوی وغیرہ حضرت مسیح کی حیات جسمانی آسمانی کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت کرے ہم اس کو بطور انعام کے مبلغ ۵۰ روپیہ نقد عطا کریں گے۔ اور نیز کسی دیگر مسیح موعودؑ کا انتظار نہ کریں گے

اور پھر ہم نے مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو مولوی صاحب مذکور کو دعوت کا ایک اشتہار دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ آج شام کے بعد ہم مسیح کی وفات پر لکچر دینگے اور آیات بیّنات اور احادیث صحیحہ سے استدلال کریں گے۔ اور بعد ازاں حضرت مرزا صاحب کے دعوے پر نصوص قطعیہ کو پیش کریں گے اور حسب وعدہ ہمارا لکچر ہوا۔ لیکن مولوی صاحب دہلوی تشریف آور نہ ہوئے۔ اور کسی [illegible] شخص کے ذریعہ سے وعظ کے نوٹ منگائے مگر نوٹوں کا جواب دینے کے لئے آپ نے کوئی وعظ نکیا۔ اور انجام یوں ہوا۔ کہ مولوی صاحب نے قوم کو ندامت دیکر ۶ مئی ۱۹۰۶ء کے روز دہلی کی راہ کو اختیار کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

الراقمان

جماعت احمدیہ ناروال ۔ ضلع سیالکوٹ

۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء

رسید زر

اصلاح

گذشتہ نمبر میں مندرجہ ذیل زر قوم کا غلط اندراج ہو گیا تھا صحیح اصل اندراج اس طرح سے ہے:

- ۱۱۰۱ ۔ بابو کریم بخش صاحب — عا ۱۲/
- ۱۰۵۰ ۔ محمد بخش صاحب — عہ ۶/

- ۷ - مئی ۱۹۰۶ء ۔ ۱۱۳۱ ۔ شیر محمد صاحب — عہ
- ۷ " " " ۳۶۴ ۔ محمد فضل صاحب — عہ
- ۷ " " " " ۔ فضل الدین صاحب — عا ۱۲/
- ۷ " " " ۹۳۰ ۔ امام الدین صاحب — عا ۱۲/
- ۷ " " " ۸۲۲ ۔ محمد عبد الرحمان صاحب — عا ۱۲/
- ۷ " " " ۳۴۹ ۔ عبد الرحیم صاحب — عا ۱۴/
- ۷ " " " ۱۱۲۸ ۔ رمضان علی صاحب — عا ۱۲/
- ۷ " " " ۹۲۲ ۔ نور الدین صاحب — عا ۸/
- ۸ - مئی ۱۹۰۶ء ۔ ۱۱۲۶ ۔ احمد علی صاحب — عا ۱۲/
- ۸ " " " ۸۳۵ ۔ محمد الدین صاحب — سے
- ۹ " " " " ۔ نبی بخش صاحب — عا
- ۹ " " " " ۔ سید جلال صاحب — للعہ
- ۹ " " " ۱۰۵۹ ۔ ایوب خان صاحب — ۱/
- ۹ " " " ۸۸۶ ۔ ڈاکٹر علم الدین صاحب — سے
- ۹ " " " ۹۸۱ ۔ محمد دین صاحب — عا ۱۲/
- ۹ " " " " ۔ دوست محمد صاحب — عا ۱۲/

- ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء ۔ ۵۰۲ ۔ حکیم سردار حسین صاحب — صہ ۴/
- ۳ " " " ۱۰۱۲ ۔ محمد قاری صاحب — عا ۱۲/
- ۱۰ " " " " ۔ منشی قمر الدین صاحب — ۲/
- ۱۰ " " " ۸۶۴ ۔ میر علی صاحب — بیے ۴/
- ۱۰ " " " ۹۵۰ ۔ عبد اللہ صاحب — صہ ۴/
- ۱۱ " " " " ۔ نور الدین صاحب — عا ۱۴/
- ۱۲ " " " " ۔ محمد اکرم صاحب — صہ ۸/
- ۱۲ " " " " ۔ قربان حسین صاحب — عا ۱۲/
- ۱۲ " " " " ۔ نصیر احمد صاحب — عا ۸/
- ۱۲ " " " ۲۱۲ ۔ محمد علی خان صاحب — للعہ ۱۲/
- ۱۲ " " " ۹۱۹ ۔ محمد عبد اللہ صاحب — عا ۱۲/
- ۱۲ " " " " ۔ محمد افضل صاحب — عا ۹/
- ۱۴ " " " ۶۸۷ ۔ گلن خان صاحب — عا ۱۲/
- ۱۴ " " " ۱۰۱۶ ۔ غلام محی الدین صاحب — سے
- ۱۴ " " " ۱۱۳۳ ۔ ارشاد علی صاحب — عا ۱۲/
- ۱۷ " " " " ۔ عبد الرحیم صاحب — عا ۱۰/
- ۱۶ " " " ۸۸۲ ۔ عبد اللہ جان صاحب — بیے ۴/
- ۱۶ " " " " ۔ خیر الدین صاحب — عہ ۴/
- ۱۶ " " " ۱۱۳۶ ۔ مولا بخش صاحب — عا ۸/
- ۱۸ " " " ۸۵۹ ۔ محمد اکرم صاحب — بیے ۸/
- ۱۰ " " " ۱۱۳۱ ۔ عبد القادر صاحب — عا ۱۲/
- ۱۸ " " " ۹۵۸ ۔ عبد الواحد صاحب — عہ ۸/
- ۱۸ " " " ۸۵۶ ۔ نواب خان صاحب — عا ۸/
- ۱۸ " " " ۶۲۷ ۔ اسد اللہ شاہ صاحب — عا ۱۲/
- ۱۹ " " " ۱۱۳۴ ۔ عبد الکریم صاحب — عا
- ۱۹ " " " ۷۹۵ ۔ محمد ابراہیم صاحب — عا ۱۲/
- ۱۱ " " " ۸۶۶ ۔ محمد حسین صاحب — بیے ۸/
- ۱۹ " " " ۸۵۲ ۔ دین محمد — عا ۷/
- ۲۰ " " " ۱۱۳۲ ۔ غلام رسول صاحب — عا ۱۲/
- ۲۱ " " " ۹۰۹ ۔ رحمت علی صاحب — بیے ۴/
- ۲۱ " " " ۲۳۹ ۔ حبیب الرحمٰن صاحب — سے
- ۲۱ " " " ۱۱۴۰ ۔ مدد علی صاحب — عا ۸/
- ۲۱ " " " ۷۵۷ ۔ شیخ حسین صاحب — عا
- ۲۳ " " " ۸۰۱ ۔ غلام رسول صاحب — عا ۱۲/
- ۲۳ " " " ۹۳۹ ۔ سلطان خان صاحب — ۱۲/
- ۲۳ " " " ۱۱۴۵ ۔ عبد الکریم صاحب — سے
- ۲۳ " " " ۶۹۷ ۔ عباس علی خان صاحب — عا ۱۲/
- ۲۴ " " " ۹۱۲ ۔ محمد صدیق صاحب — مہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۵)

نیز اس کو اپنی ماں سے بھی تلخ کلامی سے بولنے کی عادت تھی حال آں کہ وہ خود دوسروں کو نصیحت کرتا تھا کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرو۔ جیساکہ متی باب ۱۹ آیت ۹ سے آشکارا ہے مگر خود اس پر عملدرآمد کرنے سے عاری تھا۔ جیساکہ اناجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اس کو خبر دی گئی کہ تیری ماں اور بھائی آئے ہیں۔ تو اس وقت وہ صاف منکر ہو گیا اور کہا کہ "کون ہے میری ماں اور کون ہے میرا بھائی" متی باب ۱۲ آیت ۴۸۔ ایسا ہی اُس نے اپنی ماں کو ان الفاظ میں مخاطب ہو کر کہا کہ "اے عورت تجھے مجھ سے کیا کام" یوحنا باب ۲ آیت ۴ وغیرہ غرض اس قسم کی بہت سی مثالیں اناجیل سے ملتی ہیں کہ جن کے سبب یسوع نے اپنے آپ کو نیک کہلانے سے انکار کیا اور کہ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا۔ اور یہ بھی یہ بات بڑی بے جا کہ جو شخص شیطان کے پیچھے پیچھے چلا جاوے اور شیطان سے آزمایا جاوے وہ کیوں کر نیک ہونے اور کہلانے کی جرأت کر سکتا ہے؟

ماسوا اس کے عیسائی صاحبان تو یسوع پر احسان کر کے اس کو اس قابل خیال فرماتے ہیں کہ وہ پرستش کے لائق ہے جیساکہ صاحب راقم ٹریکٹ نے لکھا ہے کہ "مسیحی لوگ نہ صرف اُس کو (یسوع کو) بے حد تعظیم و تکریم کے سزاوار سمجھتے ہیں بلکہ علیٰ روحانی پرستش کے لائق بھی جانتے ہیں۔" ٹریکٹ صفحہ ۳ و ۴۔ مگر اناجیل کے دیکھنے سے یہ عُقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ آیا فی الواقعہ یسوع اس قسم کا تھا کہ اس کی روحانی یا جسمانی پرستش کر کے اس کو خواہ مخواہ ایک بُت بنا کر بُت پرستوں کی ریس کی جاوے۔ انجیل متی میں یسوع کے شیطان سے آزمائے جانے کے بیان میں یہ تحریر ہوا ہے کہ جب شیطان نے دنیا کی ساری بادشاہتیں دکھلا کر کہا کہ اگر تو گر کے مجھے سجدہ کرے۔ تو یہ سب کچھ تجھے دُوں گا۔ تو یسوع نے اس کو یہ جواب دیا کہ اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر۔ متی باب ۴ آیت ۸ تا ۱۰۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یسوع کا ہرگز ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا کہ ازلی ابدی خدا کے سوائے اور کوئی بھی ایسا موجود ہے یا ہو سکتا ہے کہ جس کو سجدہ کیا جاوے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یسوع ان احکامات کو جو توراۃ میں ہیں یعنے یہ کہ خداوند تمہارے باپ دادوں کے خدا نے کہا کہ سُن لے۔ اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ۔ استثنا باب ۶ آیت ۴ و ۵۔ اور کہ میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہووے تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین کے نیچے پانی میں مت بنا۔ اور تو انہیں سجدہ نہ کرنا۔ اور نہ اس کی بندگی۔ استثنا باب ۵ آیت ۷۔۔۔ ہرگز ہرگز منسوخ نہیں ہیں جیساکہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے کہ "یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے کو آیا ہوں۔ منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں۔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایک نقطہ یا شوشہ توریت کا نہ مٹیگا جب تک سب پورا نہ ہو لے پس جو کوئی ان حکموں میں سے چھوٹے کو ٹال دے اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھلائے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔" متی باب ۵ آیت ۱۷ ۔ ۲۰۔

پس اس مذکورۃ الصدر عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر یسوع نے تعلیم دی اور بیان کیا کہ وہ خدا اور خدا کا بچہ ہے تو یسوع بموجب اپنے اس قول کے اس قابل نہیں رہا کہ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیں گے۔ چہ جائیکہ عجیب و غریب انسان ہو کیوں کہ یہ تعلیم کتاب مقدس کے برخلاف ہے۔ اور اگر یسوع نے اپنے آپ کو خداوند اور خداوند کا بچہ تو الگ بات ہے۔ نیک کہلانے کے لائق بھی نہ سمجھا اور نہ یوحنا کے آگے گناہوں کا اقرار کرنے کے بدون راست باز بنا خیال کیا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ موجودہ جم غفیر عیسائیاں یسوع مسیح کی پیروی نہیں ہیں بلکہ یسوع مسیح سے برگشتہ اور اس کی تعلیم سے مرتد ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح کا عقیدہ تھا کہ اکیلے خدا کی بندگی کی جاوے اور اُس اکیلے کو سجدہ کیا جاوے اور کہ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت نہ بنا اور نہ ان کو خدا کے برابر خیال کر کے سجدہ کر جیساکہ توریت سے ثابت ہے اور یسوع مسیح توریت کے حکموں پر چلنے کی ہدایت بھی کیا کرتا تھا۔ جیساکہ اس نے ایک سائل کو جواب میں مندرجہ ذیل نصائح توریت سے اقتباس کر کے بتلائیں تھیں۔ کہ "تو خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے ماں باپ کی عزت نہ کر۔ اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیساکہ آپ کو" متی باب ۱۹ آیت ۱۸ تا ۲۰۔

پس ثابت ہوا۔ کہ موجودہ عیسائیوں کا یسوع کو خدا اور خدا کا بچہ بنانا اور اس کو عجیب و غریب خیال کرنا ایسا ہی ہے جیساکہ ہندوؤں اور دوسرے بُت پرستوں کا اپنے من گھڑت دیوتاؤں اور ٹھاکروں کو ان کے انکار کے خلاف لائق پرستش جان اور مان کر پوجا پاٹ کرنا۔ ورنہ دراصل وہ اس لائق نہیں ہیں اور نہ انہوں نے آپ کو وہ اپنی زندگی میں قولاً و فعلاً اس طرح کا ثابت کرتے تھے کہ ان کی پوجا کی جاوے

غرضیکہ جب یسوع خود اس بات کا قائل نہیں کہ وہ خدا یا خدا کا بچہ اور عجیب و غریب انسان ہے تو یہ سوال کہ تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو؟ کیا حقیقت رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں!

کیا ہم یسوع مسیح کے انکار کے خلاف اس کو کچھ کا کچھ سمجھیں؟

میرے خیال میں سوال اس طرح ہونا چاہیئے تھا کہ یسوع مسیح اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا؟ اور کیا خیال کرتا تھا؟ سو یہ بات تو ہم نے یسوع کے قول و فعل سے ثابت کر دی ہے کہ یسوع مسیح قول سے اپنے آپ کو نیک ہونے سے انکار کرتا ہے اور اپنے فعل سے گناہوں کا اقرار کر کے بپتسمہ پاتا ہے۔ ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر کہ جو نہ خود ہی راست باز اور بے عیب ہے بلکہ اس کے والدین بھی راست باز اور خدا کے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ جیساکہ اناجیل سے ثابت ہے۔ اس لئے جو کچھ یسوع مسیح تھا اور جو کچھ یسوع مسیح اپنے آپ کو خیال کرتا اور یقین کر کے ایمان رکھتا تھا عیسائی کہلانے والوں کو چاہیئے کہ ویسا ہی اس کو خیال کریں تاکہ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ نہ ہو۔

عیسائیوں کا خیر خواہ

محمد حسین احمدی از میاں میر

البیان

ایک علمی تاریخی رسالہ

قیمت سالانہ پیشگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ چار روپیہ (للعہ)

مقام اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔ دفتر البیان لکھنؤ

زبان ۔۔۔۔۔۔۔۔ عربی مع ترجمہ اُردو

(نوٹ) یہ رسالہ پہلے ماہوار شائع ہوتا تھا اور بے قیمت تھی۔ سال جدید سے اب پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے اور قیمت صرف چار روپیہ ہے۔ ہر نمبر کی ضخامت معمولاً دو جزو ہوتی ہے۔ صفحہ میں عموماً دو کالم ہوتے ہیں ایک میں فصیح عربی اور دوسرے میں بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ مضامین تحقیق سے لکھے جاتے ہیں۔ اور اسلامی خبریں بکثرت ہوتی ہیں۔

(درخواستیں باجازت دیلو آنی چاہئیں)

چندہ لنگر

سب چندوں سے بڑھ کر تمام احباب کو اس چندہ کی طرف توجہ رکھنی چاہیئے کیونکہ اس کا خرچ سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ مقدار میں ہے۔ روپے براہ راست حضرت کی خدمت میں آنا چاہیئے رسید منی آرڈر پر حضرت خود دستخط کرتے ہیں لیکن لنگر کے چندہ کے ساتھ اور کوئی رقم شامل نہ کی جاوے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

بنام

ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ یہ ایک ایسی عبارت ہے، جو صریحاً ایک جگہ قرآن کریم میں موجود نہیں اور سلاماً اچھے لوگوں کے خطاب میں نہیں آیا ۔ اس لئے عرض ہے ۔

جناب من! آپکا خط دس صفحہ کا مجھے پہنچا ۔ میں نے جواب دینے میں جلدی چاہی تھی مگر میں نے اپنے دل میں بہت سوچا تو جوش کو بھی ساتھ پایا ۔ اس لئے متامل ہوا ۔ اب بہت دن گذر گئے اور یقین ہو گیا ۔ کہ اس وقت کوئی جوش میرے قلب پر نہیں ۔ تو خط لکھنے بیٹھا ۔ ان اس وقت مجھے تھوڑا سا ز کام ہے مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسے رائے العلیل علیل پر محمول نہ کرینگے ۔ آپ کے سارے خط کا مضمون میں نے تین حصوں پر تقسیم کر دیا ہے ۔

پہلا حصہ وہ ہے ۔ جس میں آپنے ایک عقیدہ بیان فرمایا ہے اور اس کی بنیاد عقل ۔ فطرت ۔ اور قرآن پر رکھی ہے

دوسرا حصہ وہ ہے ۔ جس میں آپنے مرزا پر اعتراض کئے

تیسرا حصہ ۔ مرزائیوں پر مطاعن کا ہے ۔ میں نے آپ کی وہ خط وکتابت نہیں پڑھی جو آپنے مرزا جی سے کی ہے کل ایک آپکا آخری خط مسجد میں ملا ۔ جسے میں نے سرسری نظر سے دیکھا ہوں کہ اس اصل پر بحث مقدم ہے ۔ جس کے باعث آپنے مرزا اور مرزائیوں پر مطاعن شروع کئے ہیں اس لئے میں اسی پہلے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہوں آپنے مجھ سے فرزندی کا دعوے کیا ہے اور حسن ظن کو کام میں لائے ہیں اگر یہ حسن ظن اب تک کچھ قائم ہے ۔ تو یہ خط بے ریب ایک مخلص انسان کا خط ہے ۔ جس کو فطرتاً اللہ تعالےٰ پر ایمان اور شرک سے نفرت تھی اور قدرت نے اس کو ایسے سامان دئے کہ جوں جوں وہ ترقی کرتا گیا ساتھ ہی اس کو جناب الٰہی سے محبت اور شرک سے پوری نفرت ہوئی ۔ گو مجھے ڈر ہے کہ آپنے جس جوش سے اخباری دنیا میں پیسہ اخبار سے تعلق پیدا کیا ہے وہ اس میرے مضمون کی طرف متوجہ ہونے سے مدراہ نہ ہو ۔ کیوں کہ ایک قانون الٰہی کا لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ ہمیں قرآن میں نظر آتا ہے پھر جس کی تصدیق تجربہ سے ان بیانوں میں نظر آتی ہے جن میں ایک آپکے ساتھ امتحان میں نے دیکھا مبتلا ہوا ۔ اور اس کے کر سا کی محبت ومشقت نے اپنے نتائج سے ایسے محروم کر دیا اور اس طرح کے ہزارہا مصدقات نظر آتے ہیں ۔ اب میں اصل بات عرض کرتا ہوں ۔

آپنے جو قاعدہ نجات کا تجویز کیا ہے وہ آپکے ان لفظوں سے مجھے معلوم ہوا ہے ۔ تمام انبیاء ہادی خلائق ہیں نہ مدار نجات ۔ پھر آپ کہتے ہیں ۔ رب العالمین الرحمن الرحیم الی اخرہ ۔ اس کے علوم پر کون محیط ہو سکتا ہے ۔ پھر اس کی رحمت ومغفرت کے لا انتہا قوانین کسی ایک انسان کے ماتحت کیسے ہو سکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر اور کون سا شرک ہو سکتا ہے ۔ اگرچہ آپکے اس کلام میں مدار نجات کا لفظ گول مول ہے مگر لا انتہا قوانین رحمت ومغفرت کا فقرہ اس کو حل کر دیتا ہے ۔ ان آپکے فقرات سے نجات کا دائرہ بہت بڑا وسیع ہے اور تمام الٰہی کتابیں اور تمام رسولوں کی تعلیمات آپ کی اس تحریر سے رد ہو سکتی ہیں ۔ کیوں کہ خدا کی رحمت ۔ مغفرت کی لا انتہا قوانین ان محدود کتابوں اور محدود انسانوں کے ماتحت نہیں ہو سکتے پس ان کی کارروائی بھی آپکے نزدیک بہت بڑا شرک ہوا ۔ پھر آپ نے مرزا اور مرزائیوں کو ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون کی آیت سے مجرم اور مجرم کے ساتھ محل انتقام تجویز فرمایا اور اپنے اس اصول کو غیظ وغضب کے باعث بھول گئے کہ رب العالمین الرحمن الرحیم ۔ اور اس کی رحمت ومغفرت کے لا انتہا قوانین مرزا اور مرزائیوں کو نجات نہیں دے سکتے ۔ اس ڈاکٹر سے بڑھ کر عبد الحکیم خاں کا کیا شرک ہو سکتا ہے کہ اس کے کہنے کی خلاف ورزی سے مرزا اور مرزائیوں سے انتقام لیا جاوے اور تمام انبیاء کی خلاف ورزی سے انتقام نہ ہو اور وہ مدار نجات نہ ہوں

پھر آپنے اس وسیع دائرہ نجات کو تنگ کر دیا اور یہ کہا ہے کہ توحید ۔ ایمان بالیوم الآخر اور اعمال صالحہ مدار نجات آخرت ہیں ۔ رب العالمین کے لا انتہا قوانین مغفرت کو ہم ایک طرف رکھیں تو کیسا تعجب آتا ہے یہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید مسلمانوں کو ملزم کرنے کے لئے آپنے یہ لکھدیا ہے ۔ پھر آپنے آگے چلکر دائرہ نجات کو وسیع بھی کیا ہے اور تنگ بھی کر دیا ہے جہاں یہ لکھا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ۔

حکیم اور خاں اور پھر ڈاکٹر صاحب ۔ شرک معاف نہ ہو یہ کیا بات ہے کیا اس کے لا انتہا قوانین نجات میں مشرک کی نجات کا کوئی قانون نہ ہو بلکہ ضرور ہونا چاہیے کیونکہ وہ رب العالمین الرحمن الرحیم ہے ۔ ایک انسان نے اگر ایسا کہا ہے ۔ تو آپکے نزدیک اس کا کسا جرم ہی کیا ہے اور وہ مدار نجات کیسے ۔ جیسا کہ تم نے کہا ۔ پھر خدا کا منکر تو مشرک بھی نہیں اس کے لئے تو نجات کا دروازہ آپ کے نزدیک بند ہو ہی نہیں سکتا ۔

پھر آپنے تیرہ کروڑ مسلمان پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں یہ تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہیئے ۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب وہ ازب اللہ کے بندے اس وقت موجود ہیں ۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ صلعم کے باعث تیار ہوئے ہیں تو وہ ارب اللہ کی مخلوق اور ڈاروں کے طریق پر سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کہ کب سے وہ تیار ہوتے ہیں ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہے اور ایک آیت ۔ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون ۔ ایسی عجیب آیت ہے کہ قرآن میں موجود ہے اور سروست بظاہر آپ کو مسلم ہی ہوگی ۔ تیرہ کروڑ مسلمانوں میں سے اس آیت کے بموجب اکثر مشرک ہوں گے اور مشرک نجات نہیں پا سکتا ۔ پھر یہ تیرہ سو سال میں تیار ہوئے اور ان میں سے اکثر مشرک نکلے اور مشرک کو نجات نہیں ۔ پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپکو ایک آیت سناتے ہیں ۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناہم بالباساء والضراء لعلہم یتضرعون فلولا اذ جاءہم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبہم وزین لہم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون ۔

اس آیت پر غور کرو ۔ رسولوں کے ارسال کے وقت جہاں پکڑا جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ اور جزائر کے زلازل اور طاعون اور آتش زدگیاں اور لڑائیاں مرزا کی طرف منسوب کرنے شرک ہیں ۔ حکیم [illegible] خاں مرسل تو اس وقت مامور ہوتے ہیں جب دنیا علی العموم غفلت کے نیچے دب جاتی ہے اور خدا تعالیٰ سے اعراض کر کے بکلی دنیا کی طرف لوگ جھک جاتے ہیں ۔ خدا کا رحم بعد فضل ان مجرموں میں سے بعض کو بچانے کے لئے مرسل مقرر فرماتا ہے کیا نوح اور موسےٰ کے آنے بغیر فرعون اور قوم نوح ہلاک ہو گئی تھی ۔ کیا مکہ والوں کو یہ کہنا کہ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ۔ کوئی مجنون کی بات تھی نہیں سورہ نوح کا ابتدا پڑھو جہاں لکھا ہے ۔ فاتقوا اللہ واطیعون ۔ اگر وہ کوئی مدار نجات نہ تھا تو اس کی اطاعت چیز ہی کیا تھی ۔ پھر آپ نے ایمان بالآخرۃ کو نجات کا مدار تجویز فرمایا ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ آپ کا دائرہ نجات تنگ ہوا جاتا ہے سنیئے ۔ قرآن شریف نے ایمان بالآخرۃ کے لوازمات رکھے ہیں بعد ان لوازمات کے مدار نجات کو اور بھی بہت

تنگ کر دیا ہے وہ دو آیت یہ ہے۔ والذین یؤمنون بالاخرۃ یؤمنون بہ وھم علی صلوتھم یحافظون
یہاں ایمان بالآخرت کو ملزوم بتایا ہے اور ایمان بالقرآن اور محافظت علی الصلوۃ کو لازم قرار دیا ہے اور یہ تو آپ کی فطرت کہتی ہوگی۔ کہ لازم و ملزوم جدا نہیں ہوتے ہونگے
آپ نے قتل عمد کی سزا کہیں قرآن میں دیکھی ہوگی اگر یاد نہ ہو تو میں اسی خط میں یاد دلا دیتا ہوں۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما
پھر ایک اور آیت ہے۔ جو چھٹے سیپارہ کے ابتدا میں ہے۔
ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ اس کو آپ ملاحظہ فرماویں۔
آپ تو ابھی میرے روحانی فرزند ہیں۔ اور مسیح کو مسیح و مہدی بھی مانتے ہیں۔ اگر ابی واستکبر کا کوئی مادہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں نہ ہو۔ تو جو قاعدہ نجات کا آپ نے لکھا ہے۔ اس کی غلطی اتنے میرے بیان سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہٹ کے اسباب بہت ہیں۔ اور اب آپ مخالفت کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور لا ترکنوا الی الذین الخ کی بھی پروا نہ کی۔ تو زیادہ مباحثات سے بھی کام نہیں نکلتا۔
نجات فضل سے ہے اور یہی مدار نجات ہے اور اس فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور اس تقوے کا بیان لیس البر میں ہے۔ آپ اس پر غور کریں۔ کیونکہ تقوے سے نجات کا ہونا تو آیہ کریمہ وینجی اللہ الذین اتقوا اور ثم ننجی الذین اتقوا سے ظاہر ہے اور اس یقین کے بعد کہ نجات تقوے سے ہے یہ سمجھ لیں کہ تقویٰ ان امور کی پابندی کا نام۔ تو آپ کا وہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔
لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملائکۃ والکتاب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون
اس آیت کریمہ کے درمیان تقوے کے چند اصل بیان ہوئے ہیں۔ جن میں شاید مذاہب کا کہیں ذکر آیا ہو اور دوسری آیت ثم ننجی الذین اتقوا ظاہر کرتی ہے کہ مدار نجات تقویٰ ہے۔ لاانتہا قوانین نجات کے لئے نہیں۔ پھر مرکز نجات کا مسئلہ تو ہمیں صرف انبیاء کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اس کا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ اور دنیا میں نجات بخلاف آپکے منشاء کے بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے آپ اپنا ہی حال دیکھیں۔ بڑی محنتوں کے بعد تو آپ ڈاکٹر اور مصنف کتب اور صاحب اولاد ہوئے۔ مگر بی بی۔ بچوں اور ریاست والوں سے نجات ملی یا نہ ملی۔ آپکا دل ہی جانتا ہوگا۔
میں اس پہلے حصہ سے ایک حد تک جواب دینے سے سبکدوش ہوا ہوں اگر یہ حصہ آپکے لئے کچھ بھی مفید ہوا تو اس کی تفصیل کو بھی تیار ہوں۔ اور باقی حصوں کے جواب دینے کو طیار ہوں گا۔ اور اگر اس حصہ کے متعلق ہی مجھے بھی سنانا ہو۔ کہ میں دودھ مانگتا ہوں اور مجھے زہر پلایا جاتا ہے۔ میں قریب ہوتا ہوں اور مجھے دُور کیا جاتا ہے اور میں اپنا بنتا ہوں اور مجھے اجنبی کہا جاتا ہے تو میں مصلحت نہیں سمجھتا۔ کہ باقی حصوں کا جواب دوں یا اس کو اور زیادہ کروں۔
اگر امام صاحب کے حضور شوخی کرنے سے پہلے مجھ سے براہ راست آپ خط و کتابت کرتے تو مجھے بہت پیارے الفاظ بولنے کا موقعہ ملتا۔ مگر محبوب پر سخت کلامی کو ایک محب فطرتاً پسند نہیں کر سکتا اور وہ معذور بھی ہے۔ پھر خدا کے لاانتہا قوانین مغفرت بھی موجود ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے لئے نجات سے محروم کرنے والا ہو۔ قرآن کریم سے الگ ہو کر آپ بہت قوانین ایجاد کر سکتے ہیں۔ مگر قرآن کے ماتحت ہو کر ایسا کرنا آپکے لئے محال ہے۔ قرآن ایک مفصل کتاب ہے اگر ایک شخص کو ایک مقام پر کوئی آیت متشابہ معلوم ہو تو اس کے لئے اور بہت سے محکمات موجود ہیں جو ام الکتاب کا کام دے سکتے ہیں مگر بدگمانی سخت مرض ہے۔

گورنمنٹ کے واسطے فرمانبرداری کے اظہار کا دن

ایمپائر ڈے

۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں ایمپائر ڈے منایا گیا اور بڑے انتظام کے ساتھ ایک جلسہ مدرسہ کے صحن میں کیا گیا جس میں علاوہ طلبائے مدرسین کے شہر کے امراء اور رؤسا بھی شامل ہوئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو اس جلسہ کے لئے بذریعہ ایک درخواست کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے مدعو کیا تھا مگر صاحب بہادر نہ آسکے اس واسطے صدر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر محکمہ ٹیکس و ڈکیتی حال رخصتی قادیان کو بنایا گیا اس جلسہ کا افتتاح قرآن خوانی سے ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے حکومت برطانیہ کے برکات پر وعظ فرمایا اور شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام صیغہ مڈل نے اپنی کتاب برکات سلطنت برطانیہ کا حصہ مذہبی آزادی پڑھ کر سنایا جو طلباء کیواسطے اور بالخصوص بچوں کو سنانے کے لئے بہت ہی موزون مضمون تھا۔ ماسٹر صاحب یہ کتاب عنقریب شائع کرنے والے ہیں اور امید ہے کہ اس کے چھپنے پر صیغہ تعلیم اس کتاب کو ٹکسٹ بک میں شامل کرے گی۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے اور مولوی عبید اللہ صاحب بسمل مدرس فارسی نے برکات سلطنت برطانیہ پر نظمیں پڑھیں اور طلباء نے ممانعت جہاد پر نظمیں پڑھیں اور اخیر میں صاحب پریزیڈنٹ نے سلطنت برطانیہ کے برکات پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ جس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اسی جلسہ میں مرزا محمد افضل بیگ صاحب موصوف نے تیس روپیہ کے تین انعام ان طلباء کے واسطے اپنی طرف سے مقرر فرمائے۔ جو برکات دولت برطانیہ پر سب سے عمدہ مضمون تحریر کریں اور جو طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اول نکلے۔ اس کے واسطے کالج میں پڑھنے کے لئے دو سال کے لئے صہ ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب موصوف کو اس اسلامی خدمت کے عوض میں جزائے خیر دے۔
اس وقت اس بات کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ ایمپائر ڈے کے اصل مقصد کو دلی جوش کے ساتھ پورا کرنیوالی جماعت دنیا بھر میں جماعت احمدیہ سے بڑھ کر نہیں ہے اس کا ظاہری ثبوت ایک یہ ہے کہ ایک انسان کے دل پر جس قدر کہ اور حکومت اس کے مذہبی عقائد کی ہوتی ہے اس قدر اور کوئی حکومت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اس جماعت کے لیڈر نے اپنے لٹریچر میں جتنا زور سلطنت برطانیہ کے برکات پر دیا ہے وہ تمام متفرق مضامین تعداد میں اس قدر ہیں کہ اگر ہندوستان کے تمام اپنی اپنی تقریروں کی بجائے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں اور اشتہاروں اور تحریروں میں سے سلطنت کی خیرخواہی کا ایک ایک مضمون لے لیتے۔ تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہی سب کے واسطے کافی ہو جاتے۔
صبح کو جلسہ ہوا اور لڑکوں میں شیرینی تقسیم ہوئی اور جھنڈا لگایا گیا اور شام کو چراغان کیا گیا اس جلسہ کی ظاہری آراستگی اور زیب و زینت کی طیاری میں ماسٹر عبد الرحیم اور ماسٹر ضیاء اللہ صاحب نے جن کو اس قسم کے معاملات میں خاص تجربہ

تحقیق الادیان و تبلیغ الاسلام

ڈاک ولائت

یسوع کے آخری کلمات ۔ پادری ڈاکٹر آگس ٹس یوپگجین نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ یسوع کے آخری کلمات لما سبقتانی کے جو معانی عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں وہ درست نہیں ہیں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بہت مدت تک اس کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یسوع مسیح جو زبان عام طور پر بولتا تھا۔ وہ ایک ملی جلی زبان تھی جو اس وقت یہودیوں کے درمیان بولی جاتی تھی یعنی نہ تو وہ قدیم عبرانی تھی اور نہ پورے طور پر کلدانی یا سریانی تھی بلکہ قریباً ایک نئی زبان پیدا ہو گئی تھی۔ جس کا نام تھا **مایا زبان**۔ اور یہی **مایا** زبان یسوع بولا کرتا تھا۔ متی اور مرقس نے اگرچہ یسوع کے آخری الفاظ کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ لیکن یوحنا نے جو خود موجود تھا ان الفاظ کو بیان نہیں کیا بلکہ یوحنا نے یہ بیان کیا کہ یسوع کے اس قسم کے الفاظ تھے۔ کہ اب خاتمہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ ان الفاظ کے معانی مایا زبان کے مطابق ہیں۔ اب میں بے ہوش ہوتا ہوں **سیاہی میرے چہرے کو ڈھانکتی ہے**۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے۔ کہ ایک ایسے شخص کی نسبت یہ بیان کرنا کہ وہ مرتے وقت خدا سے ناامید ہو گیا تھا۔ بہت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ جب عیسائی عقائد کے مطابق وہ خود خدا تھا۔ تو پھر اس نے کس اور خدا کو طلب کیا اور کس خدا نے اس کو چھوڑ دیا تھا پھر آخری وقت میں ایسے ناامیدی کے الفاظ تو ایک معمولی متوکل نیک آدمی بھی نہیں بولتا۔ چہ جائیکہ یسوع نے اس قدر ناامیدی کے الفاظ استعمال کئے ہوں۔

ہماری رائے میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات قابل قدر ہے اور عیسائی دنیا کے واسطے مناسب ہے۔ کہ اس کی طرف پوری توجہ کریں۔ یہ درست ہے۔ کہ اگر یسوع نبی تھا یا کم از کم ایک متوکل نیک انسان تھا۔ تو ایسی مایوسی کے الفاظ اور خدا تعالےٰ پر ناامیدی کا کلمہ اس کے منہ سے نہیں نکلنا چاہیئے تھا کیونکہ خدا کے پاک کلام میں لکھا ہے کہ خدا سے ناامید ہونے والا شیطان ہوتا ہے۔ گو عیسائی لوگ اپنی موہوم نجات کے سبز باغ کی نفسانی خواہش کی خاطر اس بات پر بھی فخر کرتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا و ند ملعون ہو گیا اور ملعون ہونا اور شیطان بننا ایک ہی مفہوم رکھتا ہے) تاہم ایک فہیم اور باادب انسان کبھی اپنے بزرگوں کے حق میں ایسا لفظ بولنا پسند نہیں کرتے۔ جو معنے اوپر بیان کئے گئے ہیں یعنی یہ کہ اب میں بے ہوش ہو گیا ہوں۔ یہ صحیح معلوم ہوتے ہیں کیونکہ یسوع در اصل صلیب پر مرا نہ تھا بلکہ ایک بے ہوشی کی سی حالت میں وہاں سے اتارا گیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ ہوش پاکر وہاں سے چلا آیا تھا۔ اُس کے واسطے یہ مقدر تھا کہ وہ اپنے وطن میں عزت پا نہیں سکتا پس وہ غیر ملکوں کو چلا گیا اور اسرائیل کی پراگندہ بھیڑوں کو کشمیر کی وادی میں تلاش کیا۔ یسوع کے آخری کلمہ کا یہ آخری حصہ کہ **اب میری روسیاہی ہوئی**۔ بہت ہی ناگوار کلمہ ہے لیکن روحانی لوگ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ ناامیدی کے اظہار سے بڑھکر ناگوار یہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس روسیاہی سے یسوع کی مراد یہ تھی کہ یہودی لوگ تو اب مجھے ضرور ایک کاذب یقین کریں گے اور میری تمام پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہو گئیں۔ اور وہ یقین کریں گے۔ کہ بائبل کے حکم کے مطابق میں جھوٹا ہوں کیونکہ کاٹھ پر میرا مر جانا مشہور ہو جائے گا۔ اس واسطے ملک میں میری بہت ہی سخت روسیاہی ہوگی۔

(ترجمہ از اخبار سٹر نھد سیکار مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۰ء)

پادریوں کی تعداد قید خانوں میں۔ مسٹر ڈکسی ایک تھیٹر کے تماشہ کن ہیں۔ اُنہوں نے عیسائیوں کے نوجوانوں کی انجمن کا ممبر بننا چاہا تھا۔ مگر انجمن نے انکار کیا اور وجہ انکار یہ بیان کی کہ تماشہ والوں کے اخلاق برے ہوتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کرنا چاہتے اس پر ڈکسی صاحب نے ایک اشتہار دیا ہے اور اس میں یہ دعوے کیا ہے۔ کہ

اگر کوئی شخص یہ ثابت کرے کہ بداخلاقی کی وجہ سے قید کی سزا پانے والوں میں تماشہ کن لوگوں کی تعداد پادریوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ تو میں اس شخص کو تین ہزار ایک سو پچیس روپیہ نقد انعام دوں گا۔ ڈکسی صاحب کا یہ دعوے ہے کہ تھیٹر والے اس قدر سزایاب نہیں ہوتے جس کثرت سے کہ عیسائیوں کے پادری سزایاب ہوتے ہیں چنانچہ اپنے دعوے کی تصدیق میں انہوں نے صوبجات متحدہ امریکہ کے بڑے بڑے قید خانوں کی ایک فہرست شائع کی ہے اور دکھلایا ہے۔ کہ ہر ایک صوبہ میں کس قدر تماشہ گر جیل میں ہیں اور کس قدر پادری ہیں۔ اس فہرست کے مطابق اس ملک میں ۱۴۳ پادری جیل خانوں میں قیدی ہیں اور تماشہ گروں میں سے صرف ۱۹ ہیں۔ اس کے بعد بہت سے پادریوں کے نام شائع کئے ہیں۔ جن کی طرف زنا۔ چوری خیانت وغیرہ کے اجرام نہایت خوفناک صورت میں منسوب کئے گئے ہیں اور وہ جرم ایسے شرم ناک ہیں۔ کہ میں پسند نہیں کرتا کہ اخبار کے کالموں کو ایسے گندے قصوں کے ترجمہ کے ساتھ پر کروں۔ تعجب ہے۔ کہ جب امریکہ پر عیسائی اخلاق کا یہ اثر پڑا ہے تو کس جرأت اور حوصلہ کے ساتھ یہ لوگ ہندوستان کو عیسائی بنانے کے واسطے آتے ہیں۔

ایک جدید مذہب	ہندوستان میں عیسائی لوگ

نہایت جوش اور خروش سے مذہبی اشاعت کو جامہ طوالت پہنانے میں کروڑہا روپیہ خرچ کرنے کے علاوہ جائز اور ناجائز سرگرمی دکھلا رہے ہیں لیکن جس یورپ سے عیسائیت کا آغاز ہوا ہے۔ وہاں عیسائیت کی روز بروز نازک حالت ہوتی جاتی ہے۔ روئے زمین میں عیسائیوں کی سب سے بڑی سلطنت روس ہے۔ آج کل یہاں میرلوائیٹ نام کا ایک جدید مذہب پیدا ہوا ہے۔ اس مذہب کے اصول صرف دو ہیں اول گوشت خوری سے پرہیز۔ دوسرے دنیوی جاہ و جلال سے نفرت ہے۔ اہل روس نے اس جدید مذہب کا استقبال نہایت گرم جوشی سے کیا ہے۔ جس کی اس سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں ملسکتی کہ صرف دو ماہ میں پولینڈ کے ایک لاکھ پچاس ہزار آدمیوں نے عیسائیت کو خیرباد کہکر جدید مذہب قبول کیا ہے۔ مزید لطف یہ ہے کہ میرلوائیٹ کے ممبران میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے۔ جو بذات خود واعظ ہیں۔ اس مذہب کی سرپرستی میں پچاس ہزار سے زیادہ سپیکر عیسائیت کے خلاف علانیہ وعظ دے رہے ہیں۔ ان لوگوں نے روس کے کئی مقامات پر گرجے منہدم کرنے ہیں انہیں واقعات پر ہم کہتے ہیں کہ عیسائیوں کو پہلے یورپ میں مذہبی عقائد کے چراغ روشن کرنا چاہئیں۔ بعد ازاں ہندوستان میں۔ (عام)

ضرورت ہے

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک سینیر ٹرینڈ مدرس کی

درخواستیں

جلد بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان آنی چاہئیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین

بدرِ مسیح

۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۲۵ - مئی ۱۹۰۶ء

هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الزَّلْزَلَه۔ بَلْ يَأْتِيهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہوں۔ تو اُس دن خاتمہ۔

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا:

دو چار ماہ

ترجمہ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے۔ بلکہ ان کے پاس اچانک آئے گا۔

۲۷ - مئی ۱۹۰۶ء - اُرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرَفٍ

وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا

ترجمہ۔ میں تجھے راحت دُوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جسکا یہ مطلب تھا۔

جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا۔

۲۷ - مئی ۱۹۰۶ء

الہام: "آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہی ہیں فرمایا۔ یہ الہام اُسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔

چودہری الٰہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودہری الٰہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرماوے آپ نے سترہ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ - مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو چار بجے کے قریب جب کہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ۔ چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۲ء اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان میں ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے آپ کی عمر قریب ۳۲ سال کے تھی۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجالاتے رہے وہ عیاں ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجالاتے رہے اور کچھ مدت مدرسہ میں آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ چودہری اللہ داد صاحب بڑے مخلص تھے ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود کا وہ رویا آپ کے حق میں پورا ہوا۔ جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کے ساتھ دوسری قبر میں بیا (دوسری قبر) میاں الٰہی بخش صاحب کی ہے یہ پیارا دوست بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ ذکر کسی آئندہ کے اخبار میں کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا دوستوں کا سچا دوست تھا۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور آپ ہی ان کا محافظ ہو۔ آمین

صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت میں ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب نے اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

دُعا مدد - ہمارے دفتر کے محرر منشی شیخ محمد نصیب چند روز سے بخار میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفا دیوے۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

تلاش گمگشتہ - چودہری نعمت علی خاں صاحب احمدی اصل متوطن سٹروعہ ضلع ہوشیارپور حال ملازم چوب منڈی جنگھاں ضلع جہلم کچھ عرصے سے پاگل ہو کر کہیں چلے گئے ہیں۔ تلاش کیا گیا ہے پتہ نہیں ملا اگر کسی بھائی کو ان کا پتہ ہو۔ تو اطلاع دیں یا اپنے پاس ٹھہرا کر سٹروعہ ضلع ہوشیارپور میں چودہری غلام قادر خاں صاحب احمدی کو اطلاع دیں پھر سٹروعہ سے آدمی آکر لے جاوے گا۔

خدائے عزوجل کی پاک وحی ایک نئے مخالف شدہ کے بارہ میں۔ پڑھنے والے سمجھ لیں۔

وحی اللہ

۳۰ - مئی ۱۹۰۶ء - ۱ - خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

۲ - برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

۳ - رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَّكَاذِبٍ

ترجمہ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق کر دکھلا دے۔

۴ - اَنْتَ تَرَى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ

ترجمہ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے

چند ضروری سوالات اور اُن کے مفید جوابات

سوال ۔ وہ کون سی دوائی ہے۔ جس کی کامیابی کو دیکھ کر بعض لوگوں نے قریباً اُسی قسم کے نام کی دوائیوں کے اشتہار دینے شروع کر دئے ہیں۔ ؟

جواب ۔ مفرح عنبری

سوال ۔ وہ لوگ نقلی دوائی کے بیچنے میں کامیاب ہونے کا کیا ذریعہ اختیار کرتے ہیں ؟

جواب ۔ چیز ناقص ڈالتے ہیں ۔ پر ظاہر کرتے ہیں کہ کامل ہے اور پھر قیمت بھی کم مانگتے ہیں۔ تاکہ خریدار جلد پھنس جاوے ۔

سوال ۔ اس سے کس کو نقصان ہوگا ؟

جواب ۔ پبلک کو ۔ جو خریدیں گے ۔

سوال ۔ اور بیچنے والے کو؟

جواب ۔ اس کو سب سے زیادہ نقصان ہے ۔ کیونکہ دہوکہ تو چھپا نہیں رہتا اور ایمان پہلے ہی سے دُور ۔

سوال ۔ اور اصل مالک و موجد مفرح عنبری کو؟

جواب ۔ کچھ نقصان نہیں ۔ وہ چیز عمدہ ہے ۔ اس میں ملک اور اہل وطن کا فائدہ ہے ۔ لوگ سالہا سال کا تجربہ کر چکے ہیں ۔ خدا تعالےٰ انشاء اللہ اُسے ضائع نہ کرے گا ۔

مفرح عنبری قیمت ڈبیہ پانچ روپیہ وزن ۵ تولہ خوراک ۲ ماشہ

ملنے کا پتہ ۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری کارخانہ زمین الصحت لاہور

نوٹ

اس مفرح کی خوبیوں میں شکریہ کے خطوط کثرت سے آچکے ہیں ۔ جنمیں سے بعض اخبارات میں بھی چھپ چکے ہیں ۔

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کے لیے چھاپا گیا۔